ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.8 No.3 2024

اسلامی تحریک پاکستان: مذہبی وسیاسی اہداف کے حصول کے لیے حکمتِ عملی کا تنقیدی تجزیہ

Islami Tehreek Pakistan (ITP): A Critical Analysis of Strategy in Achieving Religious and Political Goals

Dr Muhammad Sohail Ahmad
Assistant Professor (IPFP) Department of Islamic Studies Thal University Bhakkar Punjab. Email:sohailahmad1991@gmail.com cell#03027979882
Dr. Hafiz Faiz Rasool
Lecturer (visiting) Department of Islamic Studies University of Gujrat, Gujrat Punjab. Email: shafayrasool@gmail.com cell#03006630781

Abstract

This research critically evaluates the role of Islami Tehreek Pakistan (ITP) in shaping Pakistan's religious and political landscape. Despite being a representative of the Shia minority, ITP has played a significant role in fostering religious and political harmony and promoting Islamic principles within the broader society. The party has been contributory in forming political and religious alliances, working closely with other factions to achieve its religious and political goals. A key element of this study is the party's engagement with the Council of Islamic Ideology, where it actively contributes to discussions that aim to ensure policies align with Islamic values. Additionally, the article explores the 22 points of Islamic scholars and how ITP has utilized these principles to advocate for unity and socio-political reforms. Although sectarianism and political extremism have historically been deeply rooted in Pakistan, ITP has been successful in navigating these challenges by promoting a coalition strategy that emphasizes inclusivity and Islamic unity. This study emphasizes how ITP, through its alliances and engagement in both religious and political spheres, has managed to achieve notable success in advancing its objectives, despite representing a minority community.

Keywords: *sectarianism, effective strategy, harmony, political alliances*

سیاست کے میدان میں کوئی بھی بیانیہ حرف آخر نہیں ہوتا کیونکہ اپنے مقاصد کے حصول اور جماعتی حقوق کے تحفظ کے لیے دوسری جماعتوں کے ساتھ اتحاد اور مذاکرات وقت کی ضرورت ہوتے ہیں۔ اسی طرح مختلف مکاتب فکر کے درمیان ہم آہنگی ملک میں امن وامان اور نفاذِ اسلام کی پہلی سیڑھی تصور کی جاتی ہے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جماعتیں ایک دوسرے پر الزام تراشی بھی کرتی ہیں اور شدید ترین مخالفت کے باوجود ایک پلیٹ فارم پر اکھٹی بھی ہو جاتی ہیں جس کی وجہ اپنے مسلمات کا تحفظ ہوتا ہے۔ اسی طرح دینی سیاسی جماعتیں بھی اپنے اختلافات کے باوجود دینی و قومی مقاصد کے حصول کے لیے اکثر مشترکہ پلیٹ فارم پر نظر آتی ہیں۔ کیونکہ ان کی قیادت کو ادارک ہے کہ دینی وسیاسی جماعتوں کی کامیابی سماجی مسائل سے واقفیت اور ان کے حل میں مثبت کردار، قانون سازی میں حصہ لینے اور قانون سازی کے معاون اداروں میں اثر ورسوخ

سے عبارت ہے، سیاسی جماعتیں اپنے اراکین کو ایوان اور ایوان سے باہر اداروں میں ایڈجسٹ کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے دستور و منشور کی روشنی میں اپنے حقوق کا تحفظ اور ملک میں مذہبی و سیاسی انتشار کو کم کرنے میں مثبت کردار ادا کر سکیں۔ کیونکہ کسی ریاست کے نظم و نسق کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں چلانے کے لیے سیاسی و مذہبی ہم آہنگی انتہائی اہمیت کی حامل ہے دینی سیاسی جماعتوں میں اسلامی تحریک پاکستان فقہ جعفریہ کی نمائندہ جماعت ہے جو ہر دور میں اپنے دستور و منشور کی روشنی میں اپنے حقوق کے تحفظ میں سیاسی طور پر بھی کامیاب رہی ہے۔ اس کی وجہ قانون سازی کے معاون اداروں میں اثر و رسوخ اور سیاسی اتحادوں اور مسلکی ہم آہنگی میں کردار ہے۔ مقالہ ہذا میں اسلامی تحریک پاکستان کا اداروں بلخصوص اسلامی تعلیمات سے متعلق اداروں میں، مذہبی و سیاسی ہم آہنگی کے اقدامات میں کردار کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

1. علماء کے بائیس نکات

قیامِ پاکستان کے بعد نفاذِ اسلام کا مطالبہ کیا گیا تو اربابِ اقتدار نے مختلف مکاتبِ فکر کی موجودگی میں متفقہ نظام نہ لانے کا بہانہ بنایا جس پر تمام مکاتب فکر میں بے چینی پیدا ہوئی اور تمام مسالک کے جید علماء کرام 1951ء کو کراچی میں جمع ہوئے اور حکومت کو بائیس نکاتی مسودہ پیش کیا جن کی روشنی میں تمام مسالک نفاذِ اسلام پر متفق تھے۔ شعیہ علماء کونسل موجودہ اسلامی تحریک پاکستان کی نمائندگی مفتی جعفر حسین اور حافظ کفایت حسین نے کی۔ ان علماء کرام نے اہل تشیع کے حوالے سے اسلامی شقوں کی تشریح کی۔ جیسا کہ آئین میں قرآن و سنت کے خلاف آئین سازی کی بات ہوئی تو شق شامل کی گئی کہ

"دستور میں کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔"[1]

اس پر اسلامی تحریک پاکستان کے مفتی جعفر حسین مجتہد نے تشریحی نوٹ لکھا کہ

"قرآن و سنت کے الفاظ جہاں جہاں آئے ہیں ان کا کسی فرقہ پر اطلاق کے وقت مفہوم مراد لیا جائے گا جو اس فرقہ کے نزدیک صحیح اور مسلم ہیں۔"[2]

یہ نوٹ بنیادی طور پر جماعت کی قیادت کی سیاسی بصیرت اور قانونی مشگافیوں سے واقف ہونے کی عکاسی کرتی ہیں۔ واضح رہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں اس تشریحی نوٹ کو اس دستاویز سے حذف کر دیا گیا۔

2. بورڈ آف تعلیمات اسلامیہ (1949ء-1954ء)

قیامِ پاکستان کے بعد دستور کی تشکیل کو اسلامی تعلیمات سے عبارت کرنے کے لیے بورڈ آف تعلیماتِ اسلامیہ قائم کیا گیا جس کا بنیادی مقصد قرارداد مقاصد اور دیگر ذیلی تنظیموں کی سفارشات کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں مرتب کرنا تھا تاکہ کلمہ کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آنے والی ریاست کو اسلام اصولوں پر استوار کیا جا سکے۔ اس بورڈ میں اسلامی تحریک پاکستان کے محاذ سے ادارہ تحفظ حقوق شیعہ کے مفتی جعفر حسین مجتہد نے کی اپنی قوم کی نمائندگی اور اپنے مسلک کی ترجمانی کرتے ہوئے متفقہ قوانین مرتب کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔[3]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

3. لاء کمیشن(1950ء-1954ء)

پاکستان میں آئین سازی کا عمل1956ء میں شروع ہوا جس میں کئی دفعات اور شقیں اسلامی تعلیمات کے متصادم تھیں جس پر مذہبی طاقتوں نے بھرپور احتجاج کیا چنانچہ اس آئین کو اسلامیانے کے لیے اسلامی کمیشن کے نام سے ادارہ 1957ء میں تشکیل دیا گیا جس میں مختلف مکاتب فکر کے دس ارکان شامل تھے جس میں اسلامی تحریک پاکستان کی جانب سے حافظ کفایت حسین شامل ہوئے اور قوانین میں ترامیم پر اپنے مکتب فکر کے نقطہ نظر کو بیان کیا۔[4]

4. اسلامی نظریے کی مشاورتی کونسل

پہلے آئین کا نفاذ ابھی ابتدائی مراحل میں تھا کہ ملک میں مارشل لاء لگا دیا گیا اور 1962ء میں جنرل ایوب نے اپنا دستور نافذ کر دیا اور اس میں اسلامی ترامیم کو شامل کرنے کے لیے اسلامی نظریے کی مشاورتی کونسل تشکیل دی جس میں کم سے کم پانچ اور زیادہ سے زیادہ بارہ ارکان شامل ہو سکتے تھے۔ اس کا بنیادی مقصد قومی اور صوبائی اسمبلیوں کو اسلامی سفارشات پیش کرنا ہے۔ تحریک اسلامی پاکستان نے ادارہ تحفظ حقوق شیعہ کے حافظ کفایت حسین کو اس کے لیے منتخب کیا تاکہ اسلامی سفارشات میں اپنے مسلک کی کا مؤقف واضح کر سکیں۔1964ء میں کونسل کی تشکیل دوبارہ ہوئی تو حافظ کفایت حسین ایک دفعہ پھر رکن مقرر ہوئے جبکہ 1965ء میں تشکیل نو کے وقت مفتی جعفر حسین مجتہد کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔[5]

5. اسلامی نظریاتی کونسل

1977ء میں جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کرتے ہی ملک میں نفاذِ اسلام کا اعلان کر کے مذہبی جماعتوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے اور اسلامی نظریے کی مشاورتی کونسل کا نام تبدیل کر کے اسلامی نظریاتی کونسل رکھ دیا گیا۔ جس میں اراکین کی تعداد بڑھا کر کم از کم آٹھ اور زیادہ سے زیادہ پندرہ کی گئی اور اس میں تمام مکاتب فکر کو نمائندگی دی گئی۔ اسلامی تحریک پاکستان کی جانب سے 1974ء سے 1977ء تک نجم الحسن کراروی ممبر رہے، 1977ء تا 1980ء کی کونسل میں مفتی جعفر حسین، 1981ء تا 1984ء میں علامہ علی غضنفر کراروی، 1986ء تا 1989ء تک علامہ طالب جوہری، 1989ء تا 1993ء میں علامہ عباس حیدر عابدی، 1997ء میں علامہ سید محمد رضی مجتہد، علامہ حسین اکبر، 2000 میں علامہ حسین اکبر اور عقیل ترابی 2007ء میں ڈاکٹر محسن مظفر، 2013ء میں سید افتخار حسین نقوی 2016ء سے علامہ عارف واحدی نمائندگی کر رہے ہیں جو حکومتی سفارشات اور کونسل کی تجاویز میں اپنے مکتب فکر کا مؤقف بیان کرتے رہے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل میں اگر کوئی جماعت اپنے مؤقف پر قائم اور اپنے مطالبات منوانے میں کامیاب رہی تو وہ اسلامی تحریک پاکستان ہے۔[6]

6. متحدہ علماء بورڈ

صوبہ پنجاب میں فرقہ وارانہ واقعات میں اضافہ ہوا تو حکومت نے ایک بااختیار ادارہ "متحدہ علماء بورڈ" قائم کیا جس کا مقصد ملک میں فرقہ واریت اور منافرت پر مبنی لٹریچر کی نشاندہی کرنا اور امن وامان قائم رکھنا تھا۔ اسلامی تحریک پاکستان کی نمائندگی سید افتخار حسین، سید محمد تقی نقوی، کرامت علی عمرانی اور ملک آفتاب حسین جوادی نے کی اور صوبہ میں کشیدگی کم کرنے میں اپنا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔[7]

7. ضابطہ اخلاق اتحاد بین المسلمین کمیٹی

1990ء کی دہائی میں ایک دفعہ پھر فرقہ واریت کی وجہ سے ملک میں انتشار پیدا ہو گیا اور حالات کو سنبھالنا مشکل ہوا تو حکومت پاکستان نے وفاقی وزیر برائے مذہبی امور مولانا عبد الستار نیازی کی سربراہی میں اتحاد بین المسلمین کمیٹی تشکیل دی جس میں اسلامی تحریک پاکستان کی ترجمانی سید محمد تقی نقوی، مرزا یوسف حسین، ریاض حسین نقوی اور علامہ علی غضنفر کراروی نے کی۔ اس کمیٹی کی کاوشوں سے گورنر ہاوس میں ضابطہ اخلاق کی منظوری ہوئی جس پر افتخار حسین نقوی اور علامہ یعقوب علی توسلی نے دستخط کئے۔ ملکی حالات اور حکومت کی برخاستی کی وجہ سے یہ کمیٹی کوئی فعال کردار ادا نہ کر سکی۔[8]

8. لاہور میں شیعہ سنی فسادات کا خاتمہ

کسی بھی ملک کی بنیادی اساس اتحاد و وحدت اور یکجہتی کو برقرار رکھنے میں ہوتی ہے۔ جو اقوام امن وامان کی ضرورت کو فراموش کر دیتی ہیں وہ کبھی بھی ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتی ہیں۔ 1963ء میں پھر 1994ء میں کو لاہور میں شیعہ سنی فسادات نے جنم لیا ہے۔[9] جس کی وجہ سے ملک میں مسلکی کشیدگی بڑھ گئی اور حالات کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا اس وقت اسلامی تحریک پاکستان کے مفتی جعفر حسین اور سید اظہر زیدی نے اہل سنت مکتبہ فکر کو اعتماد میں لے کر مولانا کوثر نیازی کے ہمراہ لاہور کے مختلف مقامات پر جلسے اور کانفرنس منعقد کیں جس میں دونوں مسالک کے مذہبی جذبات کے احترام اور مسلکی اہم آہنگی کی تلقین کی گی۔ شیعہ علماء کونسل نے بین الاقوامی سازشوں کا مقابلہ کیا اور ملک میں بدامنی اور مذہبی کشیدگی میں کمی لا کر کسی بڑے حادثہ سے محفوظ کیا۔[10]

9. آل پاکستان علماء کنونشن

جنرل ضیاء الحق کے دورِ حکومت میں "آل پاکستان علماء کنونشن" 21 اگست 1980ء کو منعقد کیا گیا جس میں تمام مسالک کے جید علماء کرام کو مدعو کیا گیا تا کہ ملک میں مذہبی منافرت کو کم کیا جا سکے۔ اسلامی تحریک پاکستان کے صدر علامہ جعفر حسین کو بھی دعوت دی گئی جنھوں نے کنونشن میں شرکت کے مطالبہ کو مسترد کر دیا البتہ مولانا کوثر نیازی جو خود حکومت کے ساتھ عدم مزاحمت کی پالیسی پر عمل پیرا تھے نے اسلامی اتحاد کی بقاء کے لیے مفتی جعفر حسین سے رابطہ کیا اور ان کو کنونشن میں شرکت کرنے پر قائل کیا۔ مفتی جعفر حسین نے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

انکی درخواست پر کنونشن میں شرکت کی جو کہ ملک میں شیعہ سنی فسادات کو کم کرنے کا موجب بنی اور ملک میں موجود تعصبات کو اخوت ومحبت میں تبدیل کر دیا گیا۔[11]

10. اتحاد بین المسلمین

اسلامی تحریک پاکستان کے صدر علامہ عارف حسین الحسینی نے شیعہ سنی فسادات اور ملک میں فرقہ وارنہ تعصب کی وجہ سے عوام کو اعتماد میں لیا۔ آپ نے 1984ء کو بھکر میں اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اہل سنت اور اہل تشیع میں اختلافات صدیوں پرانے ہیں ان کو اپنی اپنی حدود میں رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ پیار ومحبت سے رہیں کیونکہ مغربی دنیا مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنا چاہتی ہے ہمیں ان کا آلہ کار بننے کی بجائے ملکی امن وسلامتی کو مقدم رکھنا ہے۔[12]

11. ملکی امن وسلامتی

اسلامی تحریک پاکستان کے رہنماء سید عارف حسین الحسینی نے کہا کہ ہم پاکستان میں فقہ جعفریہ کے نفاذ کا مطالبہ نہیں کر رہے بلکہ ملت جعفریہ کو انکی فقہ اور اہلسنت کو انکی فقہ میں حقوق کا تحفظ فراہم کیا جائے۔ دوسرا اسلامی تحریک پاکستان ہر ظالم کے خلاف ہیں چاہیے وہ اہل تشیع ہی کیوں نہ ہو جبکہ ہر مظلوم کے ساتھ ہیں چاہیے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ تحریک کا یہ مؤقف ہے کہ ہمارے مقاصد واہداف نفاذ اسلام اور اتحاد امت ہے جو کہ کسی بھی جماعت کا ملک کے ساتھ مخلص ہونے کی قوی دلیل ہے۔"[13]

12. جمعیت علماء اسلام پر اعتماد

ڈیرہ اسماعیل خان میں محرم الحرام کے روٹ کا مسئلہ بنا اور حکومتی احکام اس کو حل کرنے میں ناکام ہوئے تو انہوں نے دونوں اطراف کی قیادت سے رابطہ کا فیصلہ کیا اور علامہ سید عارف حسین الحسینی سے ڈپٹی کمشنر نے رابطہ کیا کہ آپ اس مسئلہ میں اپنا کردار ادا کریں تاکہ کشیدگی کو کم کیا جاسکے۔ تحریک کے صدر نے ڈپٹی کمشنر سے کہا کہ یہ مسئلہ وہاں کے مقامی مسلمانوں کا ہے اس لیے اس کو وہ ہی حل کرسکتے ہیں اور ساتھ ہی اس کو حیران کر دیا کہ مولانا فضل الرحمن وہاں موجود ہیں ہمیں ان پر اعتماد ہے وہ جو فیصلہ کریں گے ہمیں قبول ہے۔ اسلامی تحریک پاکستان کا یہ مؤقف امن وسلامتی کی کوشش اور اتحاد امت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔[14]

13. اتحاد امت کیلئے پاکستان عوامی تحریک اور اسلامی تحریک پاکستان کا اعلامیہ وحدت

قیام پاکستان سے عصر حاضر تک تمام دینی وسیاسی جماعتوں کے درمیان اتحاد قائم ہوتے رہے ہیں جو کہ ملکی مفادات کو مقدم رکھتے ہوئے بنائے جاتے ہیں تاکہ ملک میں کسی بھی قسم کی بدامنی سے بچا جاسکے اور نفاذ اسلام کی کاز کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔ اسی بیانیہ کے تناظر میں پاکستان عوامی تحریک اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے قائدین نے متفقہ اعلامیہ وحدت جاری کیا جس میں اتحاد امت کی ضرورت واہمیت کو بیان کیا گیا اور عوام الناس میں مسلکی ہم آہنگی کے لیے مشترکہ اعلامیہ نے دونوں جانب کی عوام کو مل جل کر رہنے کی کاوشوں کو تقویت دی ہے۔ مصطفوی انقلاب کی جانب ایک تاریخ ساز قدم "اعلامیہ وحدت" پاکستان عوامی تحریک اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے مابین طے پانے والا دس نکاتی فارمولا، ۵ صفحات پر مشتمل ہے[15]

14. ضابطہ اخلاق اتحاد بین المسلمین کمیٹی

1990ء میں پاکستان میں فرقہ واریت کی آگ پر قابو پانے کے لیے حکومت وقت نے اتحاد بین المسلمین کمیٹی قائم کی جس میں تمام مسالک کے جید علماء کرام کو شامل کیا گیا تا کہ متفقہ مسودہ تیار کیا جاسکے اور ملک میں انتشار کی فضا کا خاتمہ ہو۔ اس کمیٹی میں تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ کی جانب سے علامہ سید محمد تقی نقوی، علامہ مرزا یوسف حسین، علامہ ریاض حسین نقوی اور علامہ علی غضنفر نے شرکت کی۔ 28 ستمبر 1991ء کو گورنر ہاوس لاہور سے ایک ضابطہ اخلاق منظور ہوا جس پر تمام مکاتب فکر کے 41 علماء کے دستخط تھے جس نے ملک میں وحدت و یکجہتی کے لیے راہ ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔[16]

15. ملی یکجہتی کونسل

پاکستان کے داخلی مسائل میں اضافہ اور شیعہ سنی تصادم کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اسلامی تحریک پاکستان نے 1995ء میں ملی یکجہتی کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور سیاسی قائدین کو مدعو کیا گیا۔ اس کانفرنس میں تمام رہنما سر جوڑ کر بیٹھے اور ملک میں فرقہ واریت کے خاتمہ کے لیے متفقہ لائحہ عمل لانے پر غور کیا گیا۔ اس کانفرنس کے آخر میں نفاذِ اسلام کے لیے مشترکہ جدوجہد کے عزم کا اظہار بھی کیا گیا۔ بعد ازاں انہی 11 دینی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے مل کر ملی یکجہتی کونسل کے نام سے سیاسی اتحاد قائم کیا جس کا مقصد مسلمان جماعتوں میں اتحاد، فرقہ واریت کا خاتمہ اور کتاب و سنت کی بالاستی کے لیے یکجا ہو کر کوشش کرنا تھا[17] ملی یکجہتی کونسل کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے سید ثاقب اکبر نقوی کہتے ہیں:

> ”موجودہ سیاسی میدان میں اگرچہ مذہبی جماعتیں زیادہ مؤثر نہ ہوں، تاہم مذہبی ہم آہنگی کے لیے وہ مل جل کر اب بھی بہت بڑا کردار ادا کر سکتی ہیں۔ کچھ عرصے سے پاکستان میں بعض ایسے واقعات پھر سے رونما ہونے لگے ہیں کہ جن کی وجہ سے درد رکھنے والے اہل دین کو تشویش ہے کہ اگر ان کی روک تھام نہ کی گئی تو اس سے پاکستان کے استحکام کو ہی خطرہ لاحق نہ ہو گا بلکہ دین اسلام کے تشخص کو بھی عالمی سطح پر زیادہ نقصان پہنچے گا۔ کراچی، کوئٹہ، چلاس اور کوہستان وغیرہ میں ہونے والے اندوہناک واقعات اس کی غمناک مثال ہیں۔ جناب قاضی حسین احمد نے راقم سے ایک ملاقات میں بتایا کہ چند اہم مذہبی اداروں اور تنظیموں کے جو اکابرین 21 مئی کے اجلاس میں بوجوہ شریک نہیں ہو سکے، آئندہ اجلاس میں انہیں بھی شرکت کی دعوت دی جائے گی۔ یقیناً اس صورت میں ملی یکجہتی کونسل اور بھی زیادہ اعتماد سے مسلمانوں کے مابین ہم آہنگی اور اسلامی اقدار کے احیاء اور فروغ میں اپنا کردار ادا کر سکے گی۔ آخر میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ملی یکجہتی کونسل ایک انتخابی اتحاد نہیں ہے بلکہ ایک دینی اتحاد ہے۔ اگرچہ یہ بات بھی اجلاس کے دوران واضح کر دی گئی تھی کہ دینی اتحاد کا یہ مطلب نہیں کہ کونسل دین اسلام کے سیاسی غلبے کی جدوجہد سے الگ رہے گی۔“[18]

16. متحدہ مجلس عمل

تحریک جعفریہ پاکستان کو کافی مسائل کا سامنا رہا 2000 کے قریب اسلامی تحریک کے نام سے الیکشن کمیشن میں رجسٹر ہوئی اور اس دوران پاکستان کی چھ دینی سیاسی جماعتوں نے 2001ء میں اسلام آباد میں منعقد اجلاس میں فیصلہ کیا کہ مارشل لاء کے خاتمہ، 73ء کے آئین کی بالادستی اور بحالی اور اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے جمہوری طرز عمل کو اپنانا ہو گا اس لیے ایک پلیٹ فارم "متحدہ مجلس عمل" کے نام سے تشکیل دے دیا گیا۔[19] متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے مسلکی ہم آہنگی کی کوششوں کو تقویت ملی وہاں سیاسی طور پر دینی سیاسی جماعتوں کو بہت فائدہ ہوا جس کا واضح ثبوت 2002ء کے عام انتخابات ہیں جن میں مجلس عمل نے صوبہ سرحد میں حکومت قائم کی اور وفاق میں قائد حزب اختلاف کی نشست بھی لینے میں کامیاب ہوئی۔ متحدہ مجلس عمل کی خیبر پختونخواہ میں کامیاب حکومت رہی۔[20] قائد ملت جعفریہ پاکستان علامہ سید ساجد نقوی کہتے ہیں:

> "پانچ بڑی دینی جماعتوں کے اتحاد کا ایک مرتبہ پھر فعال ہونا انتہائی خوش آئند ہے، اس کے اعلیٰ و ارفع مقاصد کے ساتھ انتخابی عمل میں حصہ لینا جہاں مقصود ہے وہیں دینی اقدار، تہذیب کا تحفظ، مساجد و مدارس، منبر و محراب کا وقار، قومی معیشت سے کرپشن کا خاتمہ اور داخلی و خارجی محاذ پر ملک دشمن قوتوں کی سازشوں کو مل کر ناکام بنانا بھی بڑے مقاصد ہیں"۔[21]

17. اتحاد مدارس دینیہ

31 جولائی 2003ء کو جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں اتحاد مدارس دینیہ پاکستان نے کل پاکستان علماء کنونشن منعقد کیا جس میں تحریک جعفریہ پاکستان کی جانب سے حسن ترابی، سید ریاض حسین، مولانا محمد عون نقوی اور مولانا کرام ترمذی نے شرکت کی اس کے علاوہ سید ریاض حسین نے بڑے مدلل انداز میں گفتگو کی جس میں اتحاد امت اور دینی قوتوں کو متحد ہونے پر زور دیا تاکہ مغربی ملحدانہ نظریات وافکار کا مقابلہ کیا جاسکے۔ کیونکہ پاکستان کو سیکولر اور لبرل ملک بنانے کی سازش نفاذ اسلام کے ساتھ ہی ممکن ہے۔[22]

18. فرقہ واریت اور اسلامی تحریک پاکستان

ضیاء الحق کے مارشل لاء کے ایام میں کسی نے پمفلٹ شائع کیا جس کو عقائد اہل تشیع کے نام سے شہرت ملی جس میں اہل سنت کے جذبات کو شدید مجروح کیا گیا اس پر اس وقت کے قائد تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ اور دیگر زعماء کے جعلی دستخط دیکھائے گئے۔ حتیٰ کہ یہ پمفلٹس قومی اسمبلی کے اجلاس کے دوران بھی تقسیم کیے گئے جس پر ملک میں کشیدگی کی صورتِ حال پیدا ہو گی۔ تحریک کی قیادت نے سختی سے اس کو رد کیا اور سید عارف حسین الحسینی نے کہا کہ

> "خود ساختہ پمفلٹ میں درج عقائد سے ملت جعفریہ کا کوئی تعلق نہیں، یہ مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی مکروہ سازش ہے۔"

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

تحریک کی قیادت نے واضح مؤقف اختیار کیا کہ اسلام کو ایک جسم کی حیثیت حاصل ہے اور یہ مسالک اس کے اعضاء ہیں ایک کو تکلیف سے سارے جسم میں تکلیف ہوتی ہے۔

19. پارہ چنار میں شیعہ سنی اتحاد

پارہ چنار ایک ایسا علاقہ ہے جہاں پر فرقہ واریت کو بہت ہوا دی گئی جس میں بین الاقوامی خفیہ ادارے اپنا کردار ادا کرتے رہے ہیں اور کبھی تو حالات یہاں تک بھی پہنچے کہ دونوں اطراف سے اسلحہ سنبھال لیا گیا اور شہر کی تباہی یقینی بنی ہوئی تھی ان لمحات میں تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ پاکستان کے صدر علامہ عارف حسین الحسینی میدان میں آئے اور حالات کو کنٹرول کیا۔ بلکہ آپ مقامی علماء میں شمار ہوتے ہیں اس لیے آپ وہاں کے تمام پروگرام میں اہلسنت علماء کو دعوت دیتے اور ان کے پروگرامز میں خود بھی شرکت کرتے۔ تحریک نا صرف پارہ چنار بلکہ پورے پاکستان میں اتحاد بین المسلمین کی داعی ہے۔[23]

خلاصہ بحث:

مذکورہ بالا معلومات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد سے اہل تشیع مکتبِ فکر قانون سازی کے معاون اداروں میں اپنا اثر ورسوخ رکھتا ہے اور قانون سازی کے عمل میں شریک ہوتے رہے ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل اور متحدہ علماء بورڈ میں تحریک کے اراکین کا موجود ہونا سیاسی حکمتِ عملی کی کامیابی کا ثبوت ہے۔ چونکہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا قیام جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں ہوا ہے اس لیے سابقہ ادوار میں اداروں کے حوالے سے کردار مذہبی جماعتوں کے طور پر موجود ہے جبکہ عصر حاضر میں تحریک کے نمائندگان ہر ادارہ میں موجود ہیں اور اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے پیش پیش ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تحریک نے عصری تعلیمی نظام کا بھرپور انداز میں فائدہ اٹھایا ہے۔ تحریک سے منسلک ایوان اور دیگر قانون ساز اداروں میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں یہ دوسری بات ہے کہ یہ افراد براہ راست جماعت کے پلیٹ فارم سے حصہ نہیں لیتے البتہ جماعت کے منشور و دستور کے تحت مکتب فکر اہل تشیع کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں۔ قانون سازی کے معاون اداروں میں کردار جماعت کی کامیاب سیاسی حکمتِ عملی کا عکاس ہے۔

اختلافی معاملات کو چھوڑ کر مشترکات پر اتحاد کا عمل نہ کل برا تھا اور نہ آج ہے۔ تاریخ کے ہر موڑ پر اسلام عزیز، امت مسلمہ ، پاکستان اور تشیع کے وسیع تر مفادات میں اتحاد بین المسلمین کے راستے کا انتخاب کل بھی احسن عمل تھا اور آج بھی ہے۔ اتحاد کا مسئلہ تمام مسلم اقوام کیلئے بے حد اہمیت کا حامل ہے کیونکہ عصر حاضر میں اسلام، مسلمانوں سے تفرقہ بازی، قوم پرستی، لسانی تعصبات سے اجتناب کا تقاضا کر رہا ہے۔ اس لیے تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ پاکستان نے اتحادی سیاست کو فروغ دینے میں ہمیشہ مثبت کردار ادا کیا ہے البتہ دینی جماعتوں سے اتحاد کے علاوہ جماعتوں سے اتحاد پر تنقید کا نشانہ بھی بنتی رہی ہے جیسا کہ سید محمد حسین زیدی تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

> ”پاکستان میں اس وقت دو بڑی سیاسی جماعتیں ہیں ایک مسلم لیگ اور دوسری پیپلز پارٹی اور
> ملت جعفریہ پاکستان کا ان دونوں بڑی سیاسی جماعتوں میں سے کسی بھی سیاسی جماعت سے اتحاد

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

قطعی طور پر غیر اصولی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں بڑی سیاسی جماعتیں مغرب کے اسی جمہوری نظام کی طرفدار ہیں جو حقیقت میں وہی قیصری ہے وہی دیو استبداد ہے جو جمہوری قبا پہن کر ناچ رہا ہے اووہی فرعونیت ہے جو جمہوریت کا لباس پہن کر سامنے آیا ہے جیسا کہ علامہ اقبال نے اپنے شعار میں واضح طور پر بیان فرمایا ہے لہذا ملت جعفریہ پاکستان کا ان دونوں سیاسی جماعتوں میں سے کسی بھی سیاسی جماعت کا ساتھ دینا مغربی جمہوریت کے ماتحت ایک فرعون کو ہٹا کر دوسرے فرعون کو اپنے اوپر مسلط کرنے کے مترادف ہے۔"[24]

اسلامی تحریک پاکستان (سابقہ تحریک جعفریہ) پر تنقید سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تحریک کو آئین میں ترامیم اور اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے دینی جماعتوں سے کسی حد تک اتحاد کرنا چاہیے لیکن پیپلز پارٹی یا مسلم لیگ سے اتحاد نہیں کرنا چاہیے جب کہ عظمت عباس مذہب اور سیاست میں لکھتے ہیں کہ

"تحریک جعفریہ پاکستان ملک کی سیاست میں بھرپور حصہ لے رہی ہے۔ اسے اکثر پاکستان پیپلز پارٹی کا قدرتی اتحادی تصور کیا جاتا ہے کیونکہ اس جماعت کے بہت سے اہم رہنما شیعہ ہیں اور یہ قدرتی طور پر تصور کیا جاتا ہے کہ اہلِ تشیع انکی پیروی کریں گے۔"[25]

البتہ مذکورہ بالا بیانیہ پر علامہ رمضان توقیر کا مؤقف ہے کہ جب تک پیپلز پارٹی کی دھوکہ بازی نہیں دیکھی تھی اس کے اتحادی تھے اب نہیں ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ قیام پاکستان کے بعد سے تمام مسالک اور جماعتیں فکری اجتہاد اور فروعی اختلافات کے باوجود نفاذِ اسلام کے لیے متحد ہو کر کوشش کرتے آرہے ہیں۔ جب بھی ملک میں بین الاقوامی سازشوں نے مسلمانوں کو برسرپیکار کرنے کی کوشش کی ہے تو ذی شعور اور بصیرت سے مزین علماء کرام نے اتحاد سے سازشوں کی بیخ کنی کی ہے۔ تحریک جعفریہ مملکت اسلامی پاکستان میں اٹھنے والی اتحاد کی ہر آواز میں اور ہر جدوجہد میں ملت جعفریہ اور اس کی بابصیرت قیادت پیش پیش رہی ہے۔ علامہ شہنشاہ نقوی اس بات کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

"بڑھتی ہوئی فرقہ واریت کے خاتمے اور مختلف مکاتب فکر کے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کیلئے "متحدہ مجلس عمل" اور "ملی یکجہتی کونسل" جیسے اداروں کی بحالی نہایت ضروری ہے کیونکہ اس وقت ہمارا ملک اندرونی اور بیرونی خطرات میں گھرا ہوا ہے ایسے میں تمام مکاتب فکر کے مسلمانوں میں ہم آہنگی نہایت ضروری ہے۔"[26]

اسلامی تحریک پاکستان پاکستان ہمیشہ پاکستان میں قائم ہونے والے اتحادوں میں شامل رہی ہے چاہے وہ سیاسی اتحاد ہوں یا مسلکی ہم آہنگی کے لیے۔ تحریک کی قیادت کی اس حکمت عملی کی وجہ سے ملک میں فرقہ واریت اور تشدد پسندی میں واضح کمی آئی اور سیاسی طور پر بھی تحریک

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

مستحکم ہوئی ہے۔البتہ یہ بھی حقیقت ہے کہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی ایوان میں موجودگی غیر دینی سیاسی جماعتوں کے ساتھ اتحاد کا نتیجہ ہے۔استعماری قوت ہمیشہ پاکستان میں مذہبی جماعتوں کے اتحاد کو ناکام بنانے کی کوشش کرتی رہی ہے اس لیے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ میں فقط سیٹوں کے حصول کے لئے نہیں بلکہ عالمی سازشوں سے ملک اور قوم کو بچانے کے لئے اس اتحاد کو ترجیح دی ہے۔

نتائج بحث

1. اسلامی تحریک پاکستان مذہبی لحاظ سے اقلیتی آبادی کی نمائندہ جماعت ہونے کے باجود ہر محاذ پر اپنے حقوق کے تحفظ میں کامیاب دینی سیاسی جماعتی ثابت ہوئی ہے۔
2. اسلامی تحریک پاکستان مذہبی جماعتوں کے اتحادوں کا حصہ بن کر فرقہ واریت کے خاتمہ اور بین المسالک مکالمے کو مضبوط کرنے میں کامیاب ہوئی جو معاشرتی سطح پر مذہبی ہم آہنگی کے فروغ کا اہم محرک ہے۔
3. ملکی سیاست اور ایوان میں نمائندگی کے ذریعے اپنے حقوق و مسلمات کا تحفظ کرنا ضروری ہے تحریک اسلامی پاکستان نے مختلف ادوار میں سیاسی جماعتوں کے اتحادوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب رہی ہے۔
4. تحریک اسلامی پاکستان نے ملکی قانون سازی اداروں، اسلامی نظریاتی کونسل وغیرہ میں اپنے افراد کو شامل کرکے ایک ایسی کامیابی حاصل کی ہے جو ان فقہ جعفریہ کے پیروکاروں کا تحفظ کرنے، ان کے خلاف قانون سازی میں دیوار کا کردار ادا کرتے ہیں۔
5. پاکستان میں مذہبی و سیاسی انتشار کے خاتمہ کے لیے مختلف ادوار اور مواقع پر فریق مخالف کے ساتھ بیٹھ کر اوران کی قیادت پر اعتماد کرکے اسلامی تحریک پاکستان نے جہاں فرقہ وارنہ اقدامات کے خاتمہ میں کردار ادا کیاوہاں پر دوسروں کے ہاں اپنے مقام و مرتبہ حاصل کیاجو سیاسی و مذہبی اتحادوں میں جماعت کے زعماء کی موجودگی اور فیصلوں کا ثبوت ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1] Ghalo, Imdad Ali, Qaumi Tehreek aur kiadat, Ashiqan-e-Qaid-e-Millat Jafriya Pakistan, 2019, p. 39.
[2] ibid
[3] Yaseen, Dr. Hafiz Ikram-ul-Haq, Islami Nazrayati Council Idrajati pase manzar aur kargrdgi, Islamic Ideological Council, Islamabad, p. 103
[4] Ibid
[5] Ibid, p. 103
[6] Ibid, p.200
[7] Yaseen, Dr. Hafiz Ikram-ul-Haq, Islami Nazrayati Council Idrajati pase manzar aur kargrdgi, Islamic Ideological Council, Islamabad, p. 103

[8] Ibid, p.237

[9] Taqi Uddin, Hafiz, Pakistan ki siasi jamten aur tehreeken, classic publications, Lahore, 1995,p.448

[10] Ghalo, Imdad Ali, Qaumi Tehreek aur kiadat, Ashiqan-e-Qaid-e-Millat Jafriya Pakistan, 2019, p. 39.

[11] Ibid, p.40

[12]khan,Tasleem Raza, Qateel-e- Sahar, al-Arif Academy , Lahore,2003,P.99

[13]Ghalo, Imdad Ali, Qaumi Tehreek aur kiadat, Ashiqan-e-Qaid-e-Millat Jafriya Pakistan, 2019, p. 170

[14]Ibid, p.172

[15]Ibid, p.178

[16] Ghalo, Imdad Ali, Qaumi Tehreek aur kiadat, Ashiqan-e-Qaid-e-Millat Jafriya Pakistan, 2019, p. 43

[17] Ibid

[18] Ibid, p.49

[19] Balgon,Zabiullah Saddique, Pakistani siast mn mahzbi jamaton ka kirdar,nagrshat,Lahore,2019,p. 225

[20] Ghalo, Imdad Ali, Qaumi Tehreek aur kiadat, Ashiqan-e-Qaid-e-Millat Jafriya Pakistan, 2019, p.46

[21] Ibid, p.202

[22] Ibid, p.17

[23] khan,Tasleem Raza, “Tafseer-e-Noor”, al-Arif Academy , Lahore,2016,P.58

[24] Barasti, Syed Muhammad Hussain Zaidi, Millat-e-jafria Pakistan ka siasi kirdar, Haqaiq al-Islam Publishing House, Chiniot, 2009, p. 7."

[25] Chaudhry, Anwar, Mahzab aur siast, South Asia Partnership, Lahore, 2013, p. 145

[26] Ghalo, Imdad Ali, Qaumi Tehreek aur kiadat, Ashiqan-e-Qaid-e-Millat Jafriya Pakistan, 2019, p. 50